Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
العروبة
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 **Issue**: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/79

Title:

عصری سماجی تفاعلات کے تناظر میں فلاحی معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے اسلامی اصول وضوابط

Islamic principles & regulations for the formation & completion of a welfare society in the context of contemporary social interactions

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Hafiz Shabbir Ahmad
Lecturer Islamiat Government Associate College Mustafa Abad Kasur
E-mail: hafiz.shabbir.ahmad.usmani@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0006-4665-6568

Murad Ahmad
Teacher, Elementary & Secondary Education Department, KP
E-mail: ahdmurad1@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-2101-3612

Citation: Hafiz Shabbir Ahmad, & Murad Ahmad. (2023). Islamic principles & regulations for the formation & completion of a welfare society in the context of contemporary social interactions: عصری سماجی تفاعلات کے تناظر میں فلاحی معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے اسلامی اصول وضوابط. Alorooba Research Journal, 4(2), 128–158. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/79

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad-Pakistan

عصری سماجی تفاعلات کے تناظر میں فلاحی معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے اسلامی اصول وضوابط

Islamic principles & regulations for the formation & completion of a welfare society in the context of contemporary social interactions

Hafiz Shabbir Ahmad
Lecturer Islamiat Government Associate College Mustafa Abad Kasur
E-mail: hafiz.shabbir.ahmad.usmani@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0006-4665-6568

Murad Ahmad
Teacher, Elementary & Secondary Education Department, KP
E-mail: ahdmurad1@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0003-2101-3612

Abstract

Any society in the world runs on some principles and regulations. These principles are usually implicit in that society, and they control all the social interactions that take place in that society. Islam, as a religion, also gives some principles for social interactions which are based on truth, goodness, purity, fair play and Justice. These principles were given to us by the Holy Prophet, peace be upon him, who was born in a society which was full of almost all vices of the day. It was full of lies, foul play, corruption and injustice. It was Chaotic word where Jungle Law was the principle of day. In such dismal situation Allah almighty sent His Messenger, the Holy Prophet to the Arab world. In just 23 years of struggle, 13 years in Makkah & 10 Years in Medina, the Holy Prophet, transformed the corrupt and inhumane Arabic Society into a just, humane and peaceful society. Thanks to his truth, piety, continuous struggle, determination, fair play and patience. The following research aims to discover and state the basic Laws and Principles of that society which worked on the teaching of Holy Quran and Sunnah of Holy Prophet. These laws and principles, probably, can still provide us a platform for the establishment of Exemplary Human Society in the contemporary World.

Keywords: *Islamic principles & regulations, Welfare society, Social interactions.*

تمہید

کوئی بھی معاشرتی سرگرمی دو یا دو سے زائد افراد کے مابین سماجی تفاعل کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوتی ہے، سماجی تفاعل یعنی افراد کا ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا ان اصولوں کے تابع ہوتا ہے جو معاشرے میں رواج پا جاتے ہیں، اسلام چونکہ معاشرے کو نیکی، خیر، تقوی اور پرہیز گاری کے اصولوں پر قائم کرنا چاہتا ہے اس لیے وہ معاشرے میں ایسے تفاعلات کے فروغ کا مطالبہ کرتا ہے جن میں ایک فرد دوسرے فرد پر اپنے اچھے سلوک سے اچھا اثر ڈالتا ہے۔ تیرہ سالہ مکی زندگی اور پھر دس سالہ مدنی زندگی میں عزم و عمل کے جو چراغ روشن ہوئے ان کی روشنی نے زندگی کے ہر گوشے کو بقعہ نور بنا دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جو مثالی معاشرہ قائم ہوا، اس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل کوئی خرابی ایسی نہ تھی جو دنیا میں پائی نہ جاتی ہو۔ سارا معاشرہ کلی بگاڑ کا شکار تھا ہر طرف

فتنہ و فساد اور افراتفری تھی۔ چین اور سکون لٹ چکا تھا۔ آخر کار اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے معاشرے کی صلاح و تطہیر کے لئے اپنے آخری نبی ﷺ کو دنیا میں بھیجا، جس نے بہت قلیل عرصے میں اس بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح احسن طریقے سے فرمائی۔ زندگی کے ہر شعبے کی خرابیوں کو درست کیا اور معاشرے کا کوئی پہلو ایسا نہ رہا جس تک آپ ﷺ کی نگاہ نہ پہنچی ہو۔ نتیجۃً آپ کی جہدِ مسلسل اور سعی پیہم کی وجہ سے تئیس سال کے مختصر عرصے میں وہ مثالی معاشرہ وجود میں آگیا جو آج تک اپنی مثال آپ ہے۔ جب ہم اسلامی معاشرے کے پس منظر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم بڑے واضح طور پر ایک بین الاقوامی اور آفاقی ریاست اور ایک بین الاقوامی اور آفاقی مذہبی ادارے اور ہمہ گیر نظریہ حیات کو موجود پاتے ہیں۔

سماجی تفاعل کا تعارف

سماجی تفاعل دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، اس لیے ذیل میں ہر دو کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے:

1۔ سماج لفظ سنسکرت کے دو الفاظ سے مل کر بنا ہے سم اور آج۔

سم: سنسکرت زبان میں سم کا معنی ہے ایک ساتھ یا اکٹھا۔

آج: سنسکرت زبان میں آج کا معنی ہے متحد رہنا۔(1)

لوگوں کا ایک ساتھ مل جل کر رہنا سماج کہلاتا ہے اس لحاظ سے جہاں افراد کی اکثریت مشترکہ مفادات کے تحت ایک ساتھ مل جل کر چند عقائد و اقدار، قواعد و ضوابط اور رسوم رواج پر اتفاق کر کے رہنا شروع کر دے وہیں سماج وجود میں آجائے گا۔(2)

2۔ تفاعل عربی زبان کا لفظ ہے جس کا اردو معنی باہمی اثر اندازی، باہمی میل جول، عمل پر جوابی عمل اور فعل کا فاعل اور مفعول دونوں کی طرف متعدی ہونا ہے، اردو لغت کے مطابق کسی امر کا مناسب طریقۂ عمل جس سے اس امر (چیز یا شخص) کا مقصد پورا ہوتا ہو۔(3)

اصطلاح میں تفاعل ایک ایسے عمل کا نام ہے جو تب وقوع پزیر ہوتا ہے جب دو یا دو سے زیادہ افراد ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ انگریزی اصطلاح میں اسے (*interaction*) کہتے ہیں جس کا ترجمہ علم عمرانیات میں تفاعل سے کیا جاتا ہے۔(4)

سماجی تفاعل دو یا دو سے زیادہ افراد کے ایسے باہمی تعلق کا نام ہے جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ کسی بھی معاشرے کے وجود کی بنیادی اکائیوں میں سے ایک ہے کیونکہ سماجی تفاعل ہی سے گروہی زندگی وجود میں آتی ہے اور انسان کی بقا اور افزائش گروہی و اجتماعی زندگی پر ہی موقوف ہے اور مختلف گروہوں سے ہی معاشرتی ادارے، رسوم و رواج، عقائد و اقدار، سماجی معمولات تشکیل پاتے ہیں اور انہی سب سے مل کر ایک معاشرہ وجود میں آتا

ہے اور سماجی و ثقافتی زندگی وقوع پذیر ہوتی ہے۔[5]

الغرض سماجی تفاعل ایک ایسا رابطہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان ہوتا ہے اور یہ افراد بات چیت کرنے یا مناسب اعمال انجام دینے کیلئے ثقافتی طور پر منظور شدہ طریقے استعمال کرتے ہیں۔ سماجی تفاعل ہی کے نتیجے میں معلومات کا تبادلہ ہوتا ہے۔ سماجی تفاعلات ہر روز ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ ہمارے جانے بغیر بھی ہو سکتے ہیں جب ہم یا دوسرے غیر زبانی مواصلات کا استعمال کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اظہار خیال کرتے ہیں۔

میرل (*Merill*) نے سماجی تفاعل کی تعریف اس طرح کی ہے:

"Social interaction is a continuous process which occurs between two or more than two socialized individuals "[۶]

سماجی تفاعل ایک مسلسل اور دوطرفہ تعلق کا نام ہے جو دو یا دو سے زیادہ سماجی تربیت یافتہ افراد کے درمیان قائم ہو۔"

سارو کن (*Sorokin*) نے سماجی تفاعل کی تعریف اس طرح کی ہے:

''سماجی تفاعل سے مراد ایک ایسا عمل یا واقعہ ہے جس میں فریقین ایک دوسرے کے بیرونی افعال یا دماغی حالت کو متاثر کریں۔''[7]

ہارٹن اینڈ ہنٹ (*Horton & Hunt*) کے مطابق:

''سماجی تفاعل کردار کی بار بار دہرائی جانے والی شکل کا نام ہے جو کہ معاشرتی زندگی میں عام اور رائج ہو۔''[8]

ان تعریفوں سے ظاہر ہے کہ سماجی تفاعل کم از کم دو افراد کے درمیان ایک ایسا رابطہ ہے جس سے وہ ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔ پس سماجی تفاعل ایک دوطرفہ عمل یا باہمی تعلق کا نام ہے جو افراد کے درمیان قائم ہوتا ہے۔

اسلامی فلاحی معاشرے کے اوصاف و خصائص

اس تحقیق میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تکمیل کے متعلق کچھ ایسے اصول وضوابط کو بیان کیا جاتا ہے جو قران حکیم اور سیرۃ الرسول ﷺ کی روشنی میں مرتب ہوئے اور آئندہ ایک نئے اور بے مثل معاشرے کی بنیاد بنے۔ انسان کا اپنی انفرادی، خانگی اور سماجی زندگی میں ان صفات کا عادی ہونا معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں بہترین مددگار اور مثبت سماجی سرگرمیوں کے فروغ کا باعث ہے۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے:

(1) عقیدہ توحید

اسلامی معاشرے کا اولین عنصر ترکیبی توحید ہے۔ توحید ہی وہ بنیادی تعلیم ہے جس کا ابلاغ اسلام کا اولین مقصد تھا۔ اگر اسلامی معاشرے کی ہمہ جہت تعمیر و تشکیل اور عالم گیر ارتقاء کا جائزہ لیا جائے تو باوجود علاقائی، جغرافیائی، نسلی اور لسانیاتی تنوع کے جو عنصر ایک قدرِ مشترک کے طور پر موجود ہے وہ عقیدہ توحید ہے۔ توحید ہی اسلامی معاشرے کی وہ

قوت ہے جس کا مقابلہ کوئی بھی عقیدہ، آئیڈیالوجی یا نظام زندگی نہیں کر سکا۔

اسلام میں توحید مجرد عقیدہ یا ایک تصور نہیں بلکہ یہ ایک زندہ اور حرکی تصور حیات ہے۔ یہ اسلامی معاشرے کے شجرِ طیبہ کی اصل ہے۔ یہ فرد اور ملت کی پیکر حیات کی روح ہے۔ جس طرح روح کے بغیر کوئی جسم زندگی کا حامل قرار نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح توحید کے بغیر اسلامی معاشرے میں فرد و ملت بے جان ہو جاتے ہیں۔ توحید غیر اللہ کی نفی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار سے عبارت ہے۔ یہی "لَا" اور "اِلَّا" اسلامی معاشرے کے افراد کے قلوب و اذہان سے ہر غیر اللہ کا نقش مٹاتے ہوئے اطاعت الٰہی کا داعیہ پیدا کرتے ہیں۔ اس سے انہیں وہ ایمانی قوت نصیب ہوتی ہے جس سے دل میں زندگی اور زندگی میں معنویت، وسعت اور آفاقیت جگہ پاتی ہے۔ قرآنِ حکیم نے عقیدہ توحید کی مختلف جہات کو پوری شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے۔ تاہم سورہ اخلاص عقیدہ توحید کا ایسا جامع بیان ہے کہ اس میں عقیدہ توحید کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ ان مغالطوں کا ازالہ بھی کر دیا گیا ہے جن کا شکار انسانی شعور آغازِ اسلام کے وقت تھا۔

﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝٣ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ۝٤﴾.(٩)

ترجمہ: "(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجئے: وہ اللہ ہے یکتا ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہم سر ہے۔"

توحید کے اسلامی معاشرے پر اثرات اتنے عالمگیر اور گہرے ہیں کہ اغیار بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے:

> *There were two features in the social life of the Roman Empire in Muhammad's day that would make a particularly deep impression on the mind of an Arabian observer because, in Arabia, they were both conspicuous by their absence. The first of these features was monotheism in religion. The second was law and order in government. Muhammad's life-work consisted in translating each of these elements in the social fabric of 'Rom' into an Arabian vernacular version and incorporating both his Arabianized monotheism and his Arabianized imperium into a single master? Institution the all embracing institution of Islam-to which he succeeded in imparting such titanic driving-force that the new dispensation, which had been designed by its author to meet the needs of the barbarians of Arabia, burst the bounds of the peninsula and captivated the entire Syriac World from the shores of the Atlantic to the coasts of the Eurasian Steppe.* (١٠)

"محمد ﷺ کے زمانے میں رومی سلطنت کی زندگی کی دو خصوصیات بہت ہی اہم ہیں جن سے ایک عام عربی ذہن بہت گہرا اثر لے سکتا تھا۔ کیونکہ عرب میں یہ دو خصوصیات موجود نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی زیادہ قابل توجہ تھیں ان خصوصیات میں سے پہلی توحید پر مبنی مذہب تھا اور دوسری قانون اور حکومت کا نظم و نسق

تھا۔ محمد ﷺ کی زندگی بھر کی جد وجہد ان عناصر کو جو روم کی سماجی زندگی کے بنیادی عناصر تھے انہیں عرب کے مقامی حالات میں ڈھالنے اور انہیں عرب کے توحید پر مبنی مذہب اور ایک ہی آقا کے ماتحت عرب کی سلطنت کی تشکیل میں استعمال کرنے پر مبنی ہے۔ یعنی ایسا ادارہ جو ہمہ گیر ادارے اسلام پر مبنی تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے کہ انہوں ایک نئی عظیم الشان قوت محرکہ فراہم کر دی جسے ان وحشی اور بدوی مزاج رکھنے والے عرب کی ضروریات کے لئے تشکیل دیا گیا تھا اور پھر یہ نظام اس جزیرہ نما کی سرحدوں سے باہر نکل گیا اور اس نے پوری عرب دنیا اور شامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جو اوقیانوس کے ساحلوں سے لے کر یوریشیا کی سرحدوں تک پھیلا ہوا تھا۔"

(2) عقیدہ رِسالت

اسلامی معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں رسالت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ دینِ اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ایمان، اسلام اور احسان پر استوار ہے۔ اگر دینِ اسلام کے ان عناصرِ ترکیبی کے اجتماعی اور سماجی سطح پر اثرات کو دیکھیں تو ایمان دین کے مذہبی پہلو کا احاطہ کرتا ہے جو عقائد پر مشتمل ہے جبکہ دینِ اسلام ان عقائد کی روشنی میں عملی زندگی بسر کرنے کا نام ہے یعنی زندگی کا وہ ضابطہ عمل اور نظام قانون جو دین کے بنیادی عقائد کے خلاف نہ ہو بلکہ انہی عقائد کی تائید و توثیق کرے وہ دینِ اسلام ہے۔ اسی طرح احسان معاشرے کی اخلاقی اور روحانی بالیدگی کا ایسا منہج ہے جس سے معاشرے کا جسد روحانی طور پر زندہ اور بحال رہتا ہے۔ دینِ اسلام کے یہ تینوں شعبے اس وقت ہی موثر اور معاشرے کے لیے نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں جب ان کا کامل اور قابلِ تقلید نمونہ موجود ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہی وہ کامل نمونہ ہے جو ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے ان تینوں جہات کا کامل و اکمل احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

تاریخِ انسانی میں اُلوہی ضابطہ یہی رہا ہے کہ جب بھی کوئی معاشرہ انحطاط کا شکار ہوا تو اس کے زوال و انحطاط کا ازالہ وحی سے کیا گیا۔ یعنی اس زوال زدہ معاشرے میں انبیاے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور اپنے یقین و عمل کی قوت سے معاشرے کے تنِ مردہ میں پھر سے روح پھونک دی۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر خطے اور نسلِ انسانی کے ہر طبقے کی طرف اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾﴾.(۱۱)

ترجمہ: "اور کوئی اُمت نہیں گذری مگر اُس میں کوئی (نہ کوئی) ڈرانے والا (ضرور) گزرا ہے۔"

قرآنِ کریم کی یہ آیت عمومیتِ رسالت پر دلالت کرتی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کرہ ارض کا ہر وہ خطہ جہاں چند انسانوں نے مل کر معاشرہ تشکیل دیا وہ اللہ کی طرف سے آنے والے انبیاء کے فیضان سے خالی نہیں رہا۔ اِنذار و تبشیر اور

دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ انسان انبیاء کی تعلیمات کے اثر سے تہذیب و تمدن کے اوصاف سے متصف ہوتا گیا تو آہستہ آہستہ نبوت ورسالت کے اس نظام میں وسعت و آفاقیت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایسے انبیاء جن کا دائرہ تبلیغ صرف کرہ ارضی کو محیط تھا، تشریف لا چکے تو کائناتِ ارضی و سماوی اور قیامت تک کے تمام ادوار کے لیے خاتم الانبیاء سرورِ کون ومکان ، فخرِ موجودات ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا۔ اور وہ دنیا کے سب سے عظیم انقلاب اور سب سے بڑے دین (اسلام) کے داعی اور مبلغِ اعظم قرار پائے۔ قرآنِ مجید نے حضور نبی اکرم ﷺ کی اس شان کو یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾.(١٢)

ترجمہ: ”اور (اے حبیبِ مکرّم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔“

یعنی اب قیامت تک امت مسلمہ کی معاشرتی، سماجی، تہذیبی اور ثقافتی شناخت کا واحد معتبر حوالہ حضور ﷺ کی رسالت ہی ہو گی۔

(3)عقیدہ آخرت

کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک صحت مند روایات کا امین نہیں بن سکتا جب تک اس میں جواب دہی کا تصور موجود نہ ہو۔ قادرِ مطلق اور خالقِ کائنات کے سامنے جواب دہی کا یہ تصور جب سماجی اور عملی رویے میں ڈھلتا ہی تو ایسا تمدن وجود میں آتا ہے جس میں خیر کے فروغ کے امکانات برائی کے فروغ کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں ایمان پر استحکام اور کفر کے انکار کی بنیاد اسی تصور کو قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ حکیم ایمان بالآخرت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے واضح کرتا ہے:

﴿كَيۡفَ تَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمۡ أَمۡوَٰتٗا فَأَحۡيَٰكُمۡۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيكُمۡ ثُمَّ إِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ٢٨﴾.(١٣)

ترجمہ: ”تم کس طرح اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی، پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا اور پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

جواب دہی اور جرم و سزا کا یہ تصور قرآن مجید میں اِس طرح مذکور ہے:

﴿وَإِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ أُجُورَكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۖ﴾.(١٤)

ترجمہ: ”اور تمہارے اجر پورے کے پورے تو قیامت کے دن ہی دیے جائیں گے۔“

مزید ارشاد فرمایا گیا:

﴿ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفۡسٖ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ٢٨١﴾.(١٥)

ترجمہ: ’’پھر ہر شخص کو اُس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔‘‘

اِس اَمر کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے:

﴿وَنَضَعُ ٱلۡمَوَٰزِينَ ٱلۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٞ شَيۡـٔٗاۖ وَإِن كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٖ مِّنۡ خَرۡدَلٍ أَتَيۡنَا بِهَاۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ ﴿٤٧﴾﴾.(١٦)

ترجمہ: ’’اور ہم قیامت کے دن عدل وانصاف کے ترازو رکھ دیں گے، سو کسی جان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر (کسی کا عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا (تو) ہم اُسے (بھی) حاضر کر دیں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔‘‘

عقیدہ آخرت کے سلسلے میں اِن بنیادی اَجزاء پر کامل یقین رکھنا ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ جس سے انسان کی سماجی اور معاشرتی زندگی براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ اگر افراد معاشرہ اس عقیدہ کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر مستحضر رکھیں۔

(4) اِنسانی مساوات

مساوات اسلامی معاشرے کی ایک لازمی قدر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا دورِ مبارک تاریخِ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے۔ زمین پر عدل کی حکمرانی قائم ہوئی۔

ارشاد ہوا: اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیے جائیں گے۔(17)

عدل وانصاف اور مساوات کا یہ حال تھا کہ حکمرانِ وقت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے شریف و نجیب اور قریشی النسل ایک غلام کے بیٹے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی رکاب تھامے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔(18) عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے نڈر و بے باک خلیفہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سیدنا کہہ کر پکارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔(19) حضور نبی اکرم ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کی صحبت، اخلاق حسنہ، نشست و برخاست، بود و باش اور شب و روز نے ایک ایسا انقلاب بپا کیا کہ آپ ﷺ کی ہم نشینی کا اعزاز حاصل کرنے والا ہر شخص شرف انسانیت کا مظہر بن گیا۔

(5) اَمن و سلامتی

نبی کریم ﷺ پیغمبر امن بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے۔ عہدِ رسالت کا کسی بھی حوالے سے جائزہ لیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں ہی امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری نسلِ انسانی کو سکون اور اطمینان کی چادر عطا ہوئی۔

یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس میں نسلی عصبیت کا پیکر انسان دوسروں کی جان و مال کا محافظ بن گیا۔ ظلم و استبداد سے اقوام کے گلے میں غلامی کا طوق ڈالنے والا دوسروں کی آزادی کا علمبردار بن گیا۔ دوسروں کی عزت و آبرو سے کھیلنے والا

انہیں کی عصمت کا رکھوالا بن گیا، الغرض قرآن وسنت کی تعلیمات کے نور سے سارے کا سارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن گیا اور دیگر اقوام امن کی خیرات لینے کے لئے اسلام کی طرف رجوع کرنے لگیں۔

اسلام نے اقلیتوں کو بھی سلامتی عطا کی اور اپنے دورِ عروج میں بھی ان پر کسی بھی نوعیت کے جبر کی اجازت نہ دی:

Contrary to widespread Christian notions,Islam normally did not force conversion. (٢٠)

"عیسائیت میں پھیلے ہوئی خیالات کے بالکل برعکس اسلام مذہب کی تبدیلی کے لئے جبر نہیں کرتا۔"

مزید برآں اسلام نے انسانی وقار پر کسی دوسری وابستگی کی برتری کی نفی کی ہے:

Society in the Muslim world formed a definite social pyramid. During the Umayyad period, descendents of the old Bedouin clans were on top, followed by mawali converts from other religions. Once the Abbasides took power, this distinction ceased to exist. (٢١)

"مسلم دنیا میں معاشرہ ایک متعین سماجی ڈھانچے کی تشکیل کا نام ہے۔ بنو امیہ کے زمانے میں قدیم بدوی قبائل کے جانشین سرفہرست تھے جن کی جگہ دوسرے مذاہب کے اسلام قبول کرنے والے موالی نے لی۔ جب عباسیوں نے اقتدار سنبھالا تو یہ امتیاز بھی ختم ہو گیا۔"

اسلام کی اسی عالی ظرفی اور انسانیت نوازی نے اسے تمام طبقات کے لئے قابل قبول بنا دیا:

These non-Arab converts to Islam made it into a highly cosmopolitan, multiethnic religion and civilization.(٢٢)

"ان غیر عرب لوگوں کے اسلام قبول کرنے نے اسلام کو ایک بلند تر آفاقی اور کثیر النسلی مذہب اور تہذیب میں بدل دیا۔"

امن وسلامتی کے سلسلے میں مسلمانوں کا نصب العین فقط یہ نہیں تھا کہ وہ طاقت ور قوم اور سب سے مضبوط گروہ ہوں۔ کیونکہ یہ بات انسان کے ذہن میں گھمنڈ اور نخوت و تکبر پیدا کرتی ہے اور انسانیت کی امن وسلامتی اور مساوات و اخوت کے منافی ہے، بلکہ مسلمانوں کا مقصد اخلاقی اور معنوی محاسن کا حصول ہے۔ جس جماعت کا نصب العین یہ ہو گا وہ سب سے اچھی اور نیک جماعت ہو گی اور وہ طاقت کے غرور اور قومی تفاخر کے مفاسد سے آلودہ نہیں ہو سکتی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ امر مسلمانوں کے کردار کے لازمی جزو کے طور پر بیان فرمایا کہ وہ سراپا امن وسلامتی ہوتا ہے:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده". (٢٣)

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

عَن مَرْوَانَ بْنِ الحَكَمِ، أَنَّهُمْ اصْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ، يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ، وَعَلَى أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوفَةً، وَأَنَّهُ لا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ. (٢٤)

ترجمہ: "حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں (قریش) نے دس سال تک لڑائی

بند رکھنے پر صلح کی، لوگ اس مدت میں امن سے رہیں گے اور فریقین کے دل صاف رہیں گے نہ چھپ کر بد خواہی کی جائی گی اور نہ ہی علی الاعلان کی جائے گی۔"

(6) حسنِ اخلاق اور عدمِ تشدّد

نبی کریم ﷺ نے اہلِ ایمان کو خوش اخلاقی اور نرمی کی تعلیم دی اور انہیں تشدّد اور ظلم سے منع فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو انہیں نصیحت فرمائی:

"يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا ولا تختلفا". (۲۵)

ترجمہ: "لوگوں کے لئے سہولت فراہم کرنا اور مشکلات پیدا نہ کرنا۔ لوگوں کو بشارت دینا انہیں متنفر نہ کرنا۔ باہمی اتفاق سے رہنا اختلافات پیدا نہ کرنا۔"

نبی کریم ﷺ حکام اور دیگر مسلمانوں کو یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اپنے ماتحت ملازموں اور عام لوگوں پر سختی نہ کریں حتی کہ حکومت ٹیکس اور واجبات بھی تشدد کے ذریعے وصول نہ کرے۔ حضور ﷺ ہر حالت میں نرمی، خوش اخلاقی اور سہولت کا رویہ اختیار کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے تمام عمال کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ غیر مسلم رعایا پر بھی جزیہ کی وصولی کے وقت ہر گز تشدد نہ کیا جائے بلکہ انہیں جزیہ اور دیگر واجبات کی ادائیگی میں ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إنّ الله يعذّب الذين يعذّبون النّاس في الدّنيا". (۲٦)

ترجمہ: "اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں (لوگوں کو) عذاب دیتے ہیں۔"

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "يأتي على النّاس زمان يخير الرّجل فيه بين العجز والفجور، فمن أدرك ذلك الزمان فليختر العجز على الفجور". (۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں آدمی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ یا تو احمق کہلانے کو اختیار کرے یا بدکاری کو اختیار کرے۔ پس جو شخص یہ زمانہ پائے اسے چاہئے بدکاری اختیار کرنے کی بجائے احمق کہلانے کو اختیار کرے۔"

آپ نے اَخلاقِ حسنہ کے انفرادی اور معاشرتی پہلوؤں کو کئی مواقع پر بیان فرمایا اور ان پر عمل کی تلقین فرمائی:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: "إنّ الله لا يحبّ الفاحش ولا التفحش، والّذي نفس محمد بيده لا تقوم

السّاعة حتّى يظهر الفحش والتفحش وقطيعة الرحم وسوء المجاورة، ويخون الأمين ويؤتمن الخائن".(٢٨)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدکاری اور بدکلامی کو ناپسند فرماتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بدکاری، بدزبانی، قطع رحمی اور برے ہمسائے عام نہ ہو جائیں۔ امانت دار کو خیانت کار اور خائن کو امانت دار نہ قرار دیا جانے لگے گا۔"

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر".(٢٩)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی مثال ایسے ہو گی جیسے کوئی شخص آگ کے انگاروں سے مٹھی بھرے۔"

(7) سادگی

دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو سادہ زندگی گزارنے کی تاکید کی ہے اس سے معاشرے میں طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مادہ پرستی اور نفسا نفسی کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سادہ زندگی ہمارے سامنے نمونہ عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ بہت سادہ لباس زیب تن فرماتے حتی کہ اس وقت جب یمن سے لے کر شام تک اسلام کی کا پرچم لہرا رہا تھا پیغمبر اسلام ﷺ کے گھر میں صرف ایک معمولی سا پلنگ اور چمڑے کی ایک چھاگل تھی۔ حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کے گھر میں تھوڑے سے جو کے علاوہ کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ ﷺ گھر کا زیادہ تر کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے تھے، اپنے کپڑے خود دھو لیتے، اپنے جوتے اپنے ہاتھ سے خود سی لیتے تھے، اونٹ خود باندھتے اور اپنے ہاتھ سے اس کے آگے چارہ ڈالتے۔ آپ ﷺ نے درج ذیل فرامین میں اہلِ ایمان کو زندگی میں سادگی کو شعار بنانے کی تلقین فرمائی:

١. **"كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا من غير مخيلة، ولا تسرفوا فإن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده".**(٣٠)

ترجمہ: "کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور لباس پہنو جس میں تکبر نہ ہو اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر نعمت کا اثر نظر آئے۔"

٢. **"لا ألبس القميص المكفّف بالحرير".**(٣١)

ترجمہ: ''میں وہ قمیص نہیں پہنتا جس میں ریشمی کف لگے ہوئے ہوں۔''

٣. "من لبس ثوب شهرة في الدنيا؛ ألبسه الله تعالى ثوب مذلة يوم القيامة". (٣٢)

ترجمہ: ''جو شخص دنیا میں شہرت اور نام وری کے لئے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔''

٤. "إن كنتم تحبون حلية الجنة وحريرها فلا تلبسوها في الدنيا". (٣٣)

ترجمہ: ''اگر تم جنت کی زینت اور ریشم پسند کرتے ہو تو دنیا میں اسے نہ پہنو۔''

٥. "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يلبس حريرًا ولا ذهبًا". (٣٤)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ ریشم اور سونا نہ پہنے۔''

٦. "إنّه ليس لنبيٍ أن يدخل بيتًا مزوقًا". (٣٥)

ترجمہ: ''کسی نبی کے لیے اچھا نہیں کہ وہ نقش و نگار والے گھر میں داخل ہو۔''

(8) تواضع اور رواداری

نبی کریم ﷺ نے غرباء، مساکین اور فقراء کے ساتھ حسنِ سلوک اور مساویانہ طرزِ عمل کی تعلیم دی۔ رحمتِ عالم ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ میں ہمیں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللّهم! أحييني مسكيناً وأمتني مسكيناً واحشرني في زمرة المساكين". (٣٦)

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، حالت مسکینی میں ہی موت دے اور قیامت کے دن مساکین کی ہی جماعت سے اٹھانا۔''

نبی کریم ﷺ کی مجلس میں اکثر نادار، مساکین، فقرا اور معمولی حیثیت کے لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ حضور ﷺ جس طرح صاحبِ ثروت لوگوں کے ساتھ پیش آتے تھے اس سے بھی زیادہ شفقت سے ان لوگوں سے سلوک فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کی رواداری اور حسنِ سلوک کا اندازہ اس سے لگالیں کہ فتح کے روز نبی کریم ﷺ نے اپنے خون کے پیاسوں کو لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (37) کا مژدہ جاں فزا سنا کر معاف فرمادیا۔

الغرض اسلام انسانیت کو پیار، محبت، الفت، حسن سلوک اور ایک دوسرے سے تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ تواضع اور رواداری کی تلقین ہمیں سیرۃ الرسول ﷺ کے ہر ہر نقش سے نمایاں نظر آتی ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "لا تقوم السّاعة حتّى يتباهى النّاس في المساجد". (٣٨)

ترجمہ: ’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں (بیٹھ کر یا مساجد کے بارے میں) فخر کرنے لگیں گے۔‘‘

اسلام کی اس اعلیٰ خوبی کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مغربی مفکر لکھتا ہے:

Muhammad prescribed the religious toleration of Jews and Christians who had made political submission to the secular arm of Islam,and he gave this ruling expressly on the ground that these two non-Muslim religious communities,like the Muslims themselves,were 'People of the Book'.It is significant of the tolerant spirit which animated Primitive Islam that,without express sanction from the Prophet himself,a similar toleration was afterwards extended in practice to the Zoroastrians who came under Muslim rule. (٣٩)

ترجمہ: ’’محمد ﷺ نے مذہبی رواداری کا درس دیا یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے جنہوں نے بھی ان کے سامنے سیاسی طور پر اتحاد کو قبول کیا۔ انہوں نے یہ حکم واضح طور پر اس بنیاد پر جاری کیا کہ یہ دونوں غیر مسلم طبقات مسلمانوں ہی کی طرح اہل کتاب ہیں۔ یہ رواداری والی روح کی ہی اہمیت تھی جس نے ابتدائی اسلام کو بہت زندگی عطا کی۔ گو کہ پیغمبر ﷺ کے طرف سے خود بہت واضح طور پر اس کے لئے ہدایات موجود نہ تھیں، بعد میں اس طرح کی رواداری کا طرزِ عمل مسلم حکمرانوں کے ماتحت زرتشتیوں کے لئے بھی روا رکھا گیا۔‘‘

(9) اِنسانی اُخوت

دینِ اسلام نے اپنی آمد کے بعد انسانوں کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا۔ قرآن تو ساری دنیا کے اہلِ کتاب کو دعوتِ اتحاد دیتے ہوئے کہتا ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْاْ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾.(٤٠)

ترجمہ: ’’آپ فرما دیں: اے اہلِ کتاب! تم اس بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔‘‘

دوسری طرف اُخوتِ اسلامی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر ہے:

﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُواْ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾﴾.(٤١)

ترجمہ: ’’بے شک (سب) ایمان والے (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو (مسلمان) بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دنیا میں امن و سلامتی کا دین ہے جو پورے عالم میں اتحاد و اتفاق کا پرچم بلند کر

کے پوری انسانیت کو وحدت کی لڑی میں پرونا چاہتا ہے۔

﴿وَلَا تَمْشِ فِي ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ ٱلْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ ٱلْجِبَالَ طُولًا ۝٣٧﴾.(٤٢)

ترجمہ: ”اور زمین میں اکڑ کر مت چل، بے شک تو زمین کو ہر گز چیر نہیں سکتا اور نہ ہی ہر گز تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاداتِ مبارکہ کے ساتھ بھی اس بات کی تلقین فرمائی ہے:

١-عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ آخى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ. قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ، وَلِي امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا. قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوْقُكُمْ؟ فَدَلُّوْهُ عَلَى سُوْقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ...(٤٣)

ترجمہ: ”ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں جب صحابہ کرام مدینہ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) اور سعد بن الربیع (رضی اللہ عنہ) کے درمیان اخوت قائم کر دی۔ سعد بن الربیع (رضی اللہ عنہ) نے عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) سے کہا: میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں سو میں اپنا مال نصف نصف تقسیم کرتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں۔ تمہیں ان میں سے جو زیادہ پسند ہو مجھے اس کا نام بتا دینا تو میں اسے طلاق دے دوں گا، پھر جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو تم اس سے نکاح کر لینا۔ عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہلِ خانہ اور مال میں آپ کے لئے برکت فرمائے، (آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ) آپ کا بازار کہاں ہے؟ چنانچہ انہوں نے عبد الرحمن (رضی اللہ عنہ) کو بنو قینقاع کے بازار کا راستہ سمجھا دیا، پھر جب وہ واپس لوٹے تو ان کے پاس کچھ گھی اور پنیر تھا۔۔۔“

٢. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: "لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ". (٤٤)

ترجمہ: ”عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرنا اور اس کے ساتھ مزاح نہ کرنا اور اس کے ساتھ کوئی ایسا وعدہ نہ کرنا جس کو تو نبھا نہ سکے۔“

٣. عَنْ أَبِي مُوْسَى رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ:

"اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّکَ بَیْنَ أَصَابِعِهِ". (٤٥)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔''

(10) عورتوں کا احترام

اسلام سے پہلے عورت کو مال و جائیداد میں حصہ دار نہیں بنایا جاتا تھا۔ دینِ اسلام نے تاریخِ انسانیت میں پہلی مرتبہ عورت کو وراثت میں شامل کیا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِی عَلَیْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِۚ﴾. (٤٦)

ترجمہ: ''اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"استوصوا بالنّساء خیراً". (٤٧)

ترجمہ: ''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

جدید دنیا اس بات پر نازاں ہے کہ اس نے عورت کو مساوی حقوق دلوائے حالانکہ اگر حقائق کو مسخ نہ کیا جائے اور حقیقت پسندانہ انداز میں تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے عورت کو مظلومیت کی زنجیروں سے آزاد کرایا اور معاشرے میں باوقار زندگی گزارنے کا حق دیا۔

(11) معاشی مساوات

نبی کریم ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات اور اسلام کے معاشی نظام کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ اسلام معاشی مساوات کا سب سے بڑا علم بردار ہے۔ یہ طبقاتی تقسیم کا سخت مخالف اور دولت کو چند ہاتھوں میں جمع کرنے کی نفی کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْیَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰکِینِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِیلِ کَیْ لَا یَکُونَ دُولَةًۢ بَیْنَ ٱلْأَغْنِیَآءِ مِنکُمْۚ وَمَآ ءَاتَىٰکُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰکُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِیدُ ٱلْعِقَابِ ۝٧﴾. (٤٨)

ترجمہ: ''جو (اموالِ فَے) اللہ نے (مفتوحہ) بستیوں والوں سے اپنے نبی (ﷺ) پر لوٹائے ہیں وہ اللہ اور اس

کے رسول (ﷺ) کے لئے ہیں اور (رسول ﷺ کے) قرابت داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہیں (یہ حکم اس لئے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے اور جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں اُس سے رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے ضرورت سے زائد مال کو حاجت مندوں تک پہنچانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نظر إلى رجل يصرف راحلته في نواحى القوم فقال النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم: "من كان عنده فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل زاد فليعد به على من لا زاد له، حتّى رأينا أن لا حق لأحد منّا في فضل". (٤٩)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی سواری کو ایک آبادی کی طرف موڑ رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس زائد سواری کو اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس خوراک کا ذخیرہ ہے وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس کھانے کو نہیں ہے حتیٰ کہ ہم یہ خیال کرنے لگے کہ ہم میں سے کسی کو زائد مال پر کوئی اختیار نہیں۔"

(12) علم و حکمت کا فروغ

اسلامی معاشرے کے بنیادی عناصرِ تشکیلی کی رو سے خالقِ کائنات نے انسان کو وجود کی نعمت (تخلیق) سے نوازنے کے بعد سب سے پہلے "علم الاسماء" کی دولت سے نوازا، اور یہ وہ دولت تھی جس سے ملائکہ بھی تہی دامن تھے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسۡمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ۝٣١ قَالُواْ سُبۡحَٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٣٢﴾.(٥٠)

ترجمہ: "اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (اشیاء) کے نام سکھا دیے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: مجھے ان اشیاء کے نام بتادو اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بیشک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔"

اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اسلام نے پہلے ہی دن سے "عقلیت" کی اہمیت پر زور دیا۔ قرآن اپنے مخاطبین سے عقل و فہم کے استعمال کا بار بار مطالبہ کرتا ہے۔

(١) ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ﴾.(٥١)

(٢) ﴿أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾﴾.(٥٢)

(٣) ﴿أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾﴾.(٥٣)

اسی معقولیت پسند تعلیم کا نتیجہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید کو جو اُمم ماضیہ میں عام تھی، شرک سے تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن پچھلی اُمتوں کے بارے میں کہتا ہے:

﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾.(٥٤)

ترجمہ: ''انہوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں اور راہبوں کو رب بنا لیا تھا۔''

ان مدعیانِ علم وحکمت نے اللہ کے بندوں کو اوہام کا شکار بنا رکھا تھا جن کے بارِ گراں سے ان کی مضطرب انسانیت کچلی جا رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ کا انسانیت پر بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے اس کو غیر اللہ کی ذہنی غلامی سے آزاد کیا۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَٱلۡأَغۡلَٰلَ ٱلَّتِي كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡۚ﴾.(٥٥)

ترجمہ: ''اور ان سے ان کے بارِ گراں اور طوق جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے، انہیں ہٹاتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کی عطا کردہ معاشرت کی اساس ہی یہ تھی کہ وحیِ الٰہی کا آغاز ہی اقْرَأْ کے ایجابی حکم سے ہوا:

﴿ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾﴾.(٥٦)

ترجمہ: ''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا فرمایا۔''

اور انسان پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ بتائی گئی کہ اس نے اس لاعلم کو علم سکھایا:

﴿ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ﴿٣﴾ ٱلَّذِي عَلَّمَ بِٱلۡقَلَمِ ﴿٤﴾ عَلَّمَ ٱلۡإِنسَٰنَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ﴿٥﴾﴾.(٥٧)

ترجمہ: ''پڑھیے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، جس نے انسان کو وہ (کچھ) سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

نبی کریم ﷺ نے جس علم وحکمت کی بنیادیں رکھیں اس نے پوری انسانی دنیا کو متاثر کیا:

The Arabic culture is of a singular interest to the student of human traditions in general, to those whose greatest task it seems to them is the rebuilding of human integrity in the face of national and international disasters, because it was, and to some extent still is,a bridge, the main bridge between East and West. It is through that bridge that the Hindu numerals, sines and chess, and the Chinese silk, paper, and porcelain reached Europe. Latin culture was Western, Chinese culture was Eastern, but Arabic culture was both, for it extended all the way from the Maghrib al-aqsa' to the Mashriq al-aqsa. Latin

culture was Mediterranean and Atlantic, Hindu culture was bathed in the Indian Ocean, Far Eastern culture in the Pacific; the Arabic sailors, however, were as ubiquitous in all the oceans of the Middle Ages as the English are in those of to-day. The Latin and Greek cultures were Christian, Hebrew culture was Jewish, Eastern Asia was Buddhist; the Arabic culture was primarily but not exclusively Islamic; it was stretched out between the Christianism of the West and the Buddhism of the East and touched both. (۵۸)

ترجمہ: ''عربی کلچر کا مطالعہ انسانی روایات کے طالب علم کے لیے بالعموم اور ان کے لیے بالخصوص اہمیت کا حامل ہے جن کا سب سے بڑا کام قومی اور بین الاقوامی انتشار کے ماحول میں انسانی وحدت کی تشکیل کرنا ہے، کیونکہ عربی کلچر ماضی میں اور آج بھی مشرق اور مغرب میں رابطے کا بہت بڑا پل ہے۔ یہ وہی پل تھا جس سے ہندو اعداد، جیبی تفاعل اور شطرنج اور چائنہ کا ریشم، کاغذ اور چینی مٹی یورپ پہنچے۔ لاطینی کلچر مغربی تھا، چینی کلچر مشرقی تھا لیکن عربی کلچر میں دونوں جمع تھے کیونکہ یہ مغرب الاقصیٰ سے مشرق الاقصیٰ دونوں تک پھیلا ہوا تھا۔ لاطینی کلچر بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس، ہندو کلچر، بحر ہند، مشرق بعید کا کلچر، بحر الکاہل تک محدود تھا۔ مگر عرب ملاحوں نے قرونِ وسطیٰ کے تمام سمندروں میں اپنے ڈیرے ڈالے جیسا کہ انگریز آج کے دور میں کر رہے ہیں۔ لاطینی اور یونانی کلچر عیسائی عبرانی، کلچر یہودی، مشرقی ایشیا، بدھ مت تھا، جبکہ عربی کلچر بنیادی طور پر نہ کہ کلی طور پر اسلامی تھا۔ یہ مغرب کی عیسائیت سے لے کر مشرق کے بدھ مت تک پھیلا ہوا تھا اور دونوں کی قربت میں تھا۔''

(13) تقوی

نبی کریم ﷺ نے مسلم معاشرے کی بنیاد تقوی پر رکھی، کیوں کہ جس معاشرے کی بنیاد تقوی پر نہ ہو اس کی اصلاح ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے خوفِ خدا کو اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے بنیاد قرار دیا ہے۔ آج کے معاشرے میں جتنی بھی خرابیاں اور کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں وہ اسلامی معاشرت سے دوری کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہم نے اسلامی نظام حیات سے انحراف کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا تو معاشرتی بگاڑ روز بروز بڑھتا ہی چلا جائے گا اور آخر وہ دن بھی آ جائے گا جب اس کی اصلاح ناممکن ہو جائے گی۔ لہٰذا اس دن کے آنے سے پہلے پہلے ہمیں اس کی اصلاح کی طرف سنجید گی سے توجہ دینی چاہیے۔

دینِ اسلام معاشرے کی تقسیم، نسلی امتیاز یا مال یا عہدوں کی بنیاد پر نہیں کرتا۔ بلکہ ایمان و عمل، علم و فضل اور نیکی و پرہیز گاری کی بنیاد پر معاشرہ کی طبقہ بندی کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۵۹)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟''

اسلامی معاشرہ میں بلند ترین مقام امراء کو حاصل نہیں ہے، بلکہ صرف اللہ سے ڈرنے والوں کو حاصل ہے:

﴿إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ﴾.(٦٠)

ترجمہ: ”بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔“

اور تقوی اور خشیتِ الٰہی اہلِ علم ہی کا حصہ ہے:

﴿إِنَّمَا يَخۡشَى ٱللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ ٱلۡعُلَمَٰٓؤُاْۗ﴾.(٦١)

ترجمہ: ”بے شک اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔“

قران وسنت میں تقوی کی جو اہمیت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے، عبادات کا اصل مقصود یہی جوہر انسان میں پیدا کرنا ہے اور یہی سچے ایمان کا اولین تقاضا بھی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالی نے انسان کو اس کے ہر انفرادی، خانگی اور معاشرتی معاملے میں پرہیز گاری کو پیشِ نظر رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ سورۃ النساء کی پہلی آیت میں جہاں مرد وعورت کے عقدِ نکاح کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے وہاں دو مرتبہ تقوی کو اختیار کی تاکید کر کے قرآنِ مجید نے تقوی کو اس رشتہ کی بنیاد قرار دیا ہے ۔قرآن کہتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ١﴾.(٦٢)

یہی وجہ ہے کہ اس آیت کو خطبہ نکاح میں شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اللہ کے نام پر یہ رشتہ قائم کیا جا رہا ہے اس لیے اس کے تمام شرعی، اخلاقی اور سماجی تقاضوں کی پاسداری کرنا، اس کے حوالے سے تمام تر ذمہ داریوں کو پورا کرنا اور تمام حقوق وفرائض کو بجالانا لازمی ہے کیونکہ اللہ ہاں اس کی جوابدہی ہو گی۔

اس حوالے سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ، كِتَابُ اللهِ، وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: "اللهُمَّ، اشْهَدْ، اللهُمَّ، اشْهَدْ" ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا". (٦٣)

ترجمہ: ''اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے اس کے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے، اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں..... لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سد باب کے لیے اگر کچھ سزا دینا مناسب اور مفید سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو.... اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرو..... اور میں تمہارے لیے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہو..... وہ ہے ''کتاب اللہ'' .... اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں)۔ تو بتاؤ! کہ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟..... حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا.... اس پر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اس سے اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: اللّٰھُمَّ، اشْھَدْ، اللّٰھُمَّ، اشْھَدْ اللّٰھُمَّ، اشْھَدْ!!! یعنی اے اللہ! تو گواہ رہ، کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے بندے اقرار کر رہے ہیں..... اس کے بعد (آپ ﷺ کے حکم سے) حضرت بلالؓ نے اذان دی، پھر اقامت کہی، اور ظہر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد پھر بلالؓ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔''

(14) عدل وانصاف

دینِ اسلام میں عدل ایسی خصلت ہے جس پر تمام تر صحت مند معاشرتی سرگرمیوں کی بنیاد ہے، تمام معاشرتی ادارے اسی پر قائم ہیں اور مضبوط خانگی تعلقات اور معاشرتی رابطوں کی بنیاد بھی اسی پر ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عدل کا دامن تھامے رکھنے کی پرزور تلقین فرمائی ہے، ایک ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَيَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِ وَٱلۡبَغۡيِۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ۝٩٠ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ إِذَا عَٰهَدتُّمۡ وَلَا

تَنقُضُواْ ٱلۡأَيۡمَٰنَ بَعۡدَ تَوۡكِيدِهَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ ٱللَّهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيلًاۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُونَ ﴿٩١﴾﴾.(٦٤)

ایک اور جگہ پر فرمایا کہ ہر حال میں عدل کرو کیونکہ عدل تقوی کے قریب ترین ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلۡقِسۡطِۖ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعۡدِلُواْۚ ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ﴿٨﴾﴾.(٦٥)

تمام معاملات میں فیصلے عدل کے ساتھ کرنے کا حکم دیا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا ﴿٥٨﴾﴾.(٦٦)

ایک سے زائد نکاحوں کے لیے بھی عدل کو لازمی شرط قرار دیا:

﴿فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثۡنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا تَعۡدِلُواْ فَوَٰحِدَةً﴾.(٦٧)

اپنے اہل و عیال کے ساتھ عدل کرنے کے حوالے سے حضورِ اکرم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: "إنّ المقسطين عند الله على منابر من نور عن يمين الرّحمن عزّ وجلّ وكلتا يديه يمين، الّذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا".(٦٨)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عدل کرنے والے اللہ کے ہاں رحمٰن عزوجل کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، یہ وہی لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں، اپنے اہل و عیال اور جن کے یہ ذمہ دار ہیں ان کے معاملے میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔"

الغرض مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عدالتی انصاف بھی معاشرتی عدل و انصاف کا ہی ایک جزو ہے اور معاشرتی عدل کی بنیاد خانگی عدل پر ہے، گویا عدالتی و قانونی انصاف، عدلِ اجتماعی کا ایک حصہ ہے اور عدلِ اجتماعی کی عمارت خاندان میں عدل و انصاف کی روایت پر قائم ہے۔

(15) احسان

باہمی سماجی تفاعلات میں خیر و بھلائی کو ملحوظ خاطر رکھنا احسان کہلاتا ہے۔ دین، اسلام چاہتا ہے کہ خیر و بھلائی اور تقوی کی بنیاد پر معاشرے کی عمارت قائم کی جائے، یہی وجہ ہے کہ وہ ہر سماجی تفاعل میں عدل کے ساتھ صفتِ احسان کو

ملحوظ خاطر رکھنے کی بھی تاکید کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَيَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِ وَٱلۡبَغۡيِۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ۝٩٠ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ إِذَا عَٰهَدتُّمۡ وَلَا تَنقُضُواْ ٱلۡأَيۡمَٰنَ بَعۡدَ تَوۡكِيدِهَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ ٱللَّهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيلًاۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُونَ ۝٩١﴾.(٦٩)

خانگی تعلقات کی بنیاد ہی صرف عدل پر نہیں بلکہ احسان بھی ایک لازمی صفت ہے جس کا ہر معاملے کی طرح خانگی تعلقات میں اہتمام رکھنا ضروری ہے جیسا کہ والدین کے ساتھ احسان، عزیز رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور باقی اہل معاشرہ کے ساتھ احسان۔

نبی کریم (ﷺ) نے بیویوں کے ساتھ احسان اور خیر وبھلائی کے ساتھ رہنے کی تاکید فرمائی ہے:

عن سليمان بن عمرو بن الأحوص قال: حدّثني أبي، أنّه شهد حجّة الوداع مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، فحمد الله وأثنى عليه، وذكّر ووعظ فذكر في الحديث قصّة فقال: "ألا واستوصوا بالنّساء خيرا، فإنّما هنّ عوان عندكم، ليس تملكون منهنّ شيئا غير ذلك، إلّا أن يأتين بفاحشة مبيّنة، فإن فعلن فاهجروهنّ في المضاجع، واضربوهنّ ضربا غير مبرّح، فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهنّ سبيلا، ألا إنّ لكم على نسائكم حقّا، ولنسائكم عليكم حقّا. فأمّا حقّكم على نسائكم فلا يوطئن فرشكم من تكرهون، ولا يأذنّ في بيوتكم لمن تكرهون، ألا وحقّهنّ عليكم أن تحسنوا إليهنّ في كسوتهنّ وطعامهنّ".(٧٠)

ترجمہ: عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا: ”عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو، اس لیے کہ عورتیں تمہاری ماتحت ہیں، لہٰذا تم ان سے اس (جماع) کے علاوہ کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو، الا یہ کہ وہ کھلی بدکاری کریں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ سے جدا کر دو، ان کو مارو لیکن سخت مار نہ مارو، اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر زیادتی کے لیے کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو، تمہارا عورتوں پر حق ہے، اور ان کا حق تم پر ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارا بستر ایسے شخص کو روندنے نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو! اور وہ کسی ایسے شخص کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں، جسے تم ناپسند کرتے ہو، سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح ان

کو کھانا اور کپڑا دو"۔

(16) عہد کی پاسداری

عہد کی پاسداری ایسی خصلت ہے جس کے بغیر صالح معاشرے کا تصور ممکن نہیں، اس لیے قرآن نے تقوی، عدل اور احسان جیسی صفات کے ساتھ ساتھ ایفاءِ عہد کی صفت کو اپنانے پر بھی بہت زور دیا ہے۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ سورۃ النحل کی آیت نمبر 90 میں عدل وانصاف، قریبی عزیزوں سے بھلائی کے ساتھ جس چیز کا حکم ہے وہ عہد کی پاسداری ہے۔

ایک دوسری جگہ پر مذکورہ تمام صفات کو معاشرتی تناظر میں انتہائی معنی خیز طریقہ سے سمودیا گیا جو قرآنِ حکیم کا بلاغی شاہکار ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا۟ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَٰدَكُم مِّنْ إِمْلَٰقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا۟ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا۟ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥ ۖ وَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ بِٱلْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَٱعْدِلُوا۟ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ ٱللَّهِ أَوْفُوا۟ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَٱتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾.(٧١)

ترجمہ: "آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ آؤ میں تم کو تلاوت کر کے سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا چیزیں حرام کی ہیں (وہ یہ ہیں) کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اپنی اولاد کو فقر وفاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی (دیں گے) اور فحاشی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو، یہی وہ کام ہیں جن کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور اچھے طریقہ کے بغیر یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو، ہم ہر شخص کو صرف اس کی طاقت کے مطابق مکلف ٹھہراتے ہیں اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو، خواہ وہ تمہارے قرابت دار ہوں، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو، یہی وہ کام ہیں جن کا تمہیں اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اسی راستے کی پیروی کرو، اور دوسرے راستوں پر نہ چلو وہ راستے تمہیں اللہ کے

راستے سے جدا کردیں گے، اسی بات کا اللہ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم بچو۔

(17) دین و دنیا کا حسین امتزاج

عہد نبوی میں ریاستِ مدینہ میں پروان چڑھنے والی معاشرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتی۔ دین اور دنیا کے معاملات کو کچھ اس طریقے سے سلجھایا گیا ہے کہ نہ تو دینی مصروفیات دنیوی ضروریات میں حائل ہوں اور نہ دنیوی تقاضے ہی دین پر غالب آئیں بلکہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی شب و روز کی عبادت گزاری کے ساتھ ساتھ دنیوی مہمات کو بھی جاری رکھے ہوئے تھے۔ الغرض نبی کریم ﷺ کی نشست و برخاست، اخلاق و کردار اور شب و روز دنیا کے سامنے حضور ﷺ کو صاحبِ اُسوہ حسنہ بنا دیا جس پر چل کر انسان اپنی منزلِ مقصود کو بہت آسانی سے پا سکتا ہے۔

دینِ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں، بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات بھی ہے جو شاندار معاشرت اور ثقافتی اقدار کا حامل ہے۔ قرآنِ حکیم اور سیرتِ مبارکہ میں اس پہلو کو پوری جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

﴿وَٱبْتَغِ فِيمَآ ءَاتَىٰكَ ٱللَّهُ ٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ ٱلْفَسَادَ فِى ٱلْأَرْضِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُفْسِدِينَ ۝٧٧﴾.(۷۲)

ترجمہ: ''اور تو اس (مال) میں سے جو اللہ نے تمھیں دے رکھا ہے آخرت کا گھر طلب کر، اور دنیا سے اپنا حصہ (بھی) نہ بھول اور تو احسان کر جیسا احسان، اللہ نے تجھ پر کیا ہے اور زمین میں فساد انگیزی (کی راستے) تلاش نہ کر، بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْا۟ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُوا۟ ٱلْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٩ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَٱبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝١٠﴾.(۷۳)

ترجمہ: ''اے مؤمنو! جب جمعہ کے دن (جمعہ) کی نماز کے لئے اذان دی جاچکے تو فوراً اللہ کے ذکر (خطبہ و نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت (کاروبار) کو چھوڑ دو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو پھر جب نماز (جمعہ) ادا ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے لگو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لعن الله من بدا بعد هجرة، ولعن الله من بدا بعد هجرة إلّا في الفتنة، فإن البدو في الفتنة خير من المقام فيه". (۷۴)

ترجمہ: "اللہ لعنت کرے اس پر جو ہجرت کے بعد جنگل میں مقیم ہوا (رہبانیت اختیار کی) اور اللہ لعنت کرے اس پر جو ہجرت کے بعد جنگل میں مقیم ہوا (رہبانیت اختیار کی) سوائے فتنہ کے دنوں میں پس فتنہ کے دنوں میں جنگل کی زندگی فتنہ میں قائم رہنے سے بہتر ہے۔"

دینِ اسلام میں دین و دنیا کا امتزاج، زندگی کا وہ تصور ہے جس سے آج تک مغربی دنیا کما حقہ آشنا نہیں ہوئی۔ دین کو دنیا کی کامیابی میں رکاوٹ سمجھنے والی مغربی فکر اس بات کو تسلیم کرنے میں آج بھی مشکل کا شکار ہے کہ دین کے ساتھ اسلام نے دنیا کی کامیابی کس طرح حاصل کی:

For Islam did succeed in becoming the universal church of a dissolving Syriac Society in spite of having been politically compromised at an earlier stage and in an apparently more decisive way than any of the religions that we have passed in review up to this point. Indeed, Islam was politically compromised within the lifetime of its founder by the action of no less a person than the founder himself. The public career of the Prophet Muhammed falls into two sharply distinct and seemingly contradictory chapters. In the first he is occupied in preaching a religious revelation by methods of pacific evangelization; in the second chapter he is occupied in building up a political and military power and in using this power in the very way which, in other cases, has turned out disastrous for a religion that takes to it. In this Medinese chapter Muhammed used his new-found material power for the purpose of enforcing conformity with at any rate the outward observances of the religion which he had founded in the previous chapter of his career, before his momentous withdrawal from Mecca to Medina. On this showing, the Hijrah ought to mark the date of the ruin of Islam and not the date since consecrated as that of its foundation. How are we to explain the hard fact that a religion which was launched on the world as the militant faith of a barbarian war-band should have succeeded in becoming a universal church, in spite of having started under a spiritual handicap that might have been expected, on all analogies, to prove prohibitive? (٧٥)

ترجمہ: "دینِ اسلام تباہ ہوتے ہوئے شامی معاشرے کا آفاقی دینی ادارہ بننے میں کامیاب ہو گیا۔ باوجود اس کے کہ اس نے اپنے ابتدائی مرحلے پر پہلے ذکر کردہ تمام مذاہب کی نسبت واضح طور پر سیاسی ساز باز کر لی تھی۔ بلاشبہ دینِ اسلام نے اپنے بانی ہی کی زندگی میں سیاسی سازگاری کو اختیار کر لیا تھا۔ پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی عوامی زندگی واضح طور پر دو مختلف اور ظاہراً متضاد حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے میں وہ پر سکون طریقے سے مذہبی تعلیمات کی تبلیغ کر رہے تھے اور دوسرے حصے میں سیاسی اور عسکری طاقت کی تعمیر کر رہے تھے اور اس طاقت کو مؤثر طریقے سے استعمال کر رہے تھے جو عام طور پر، دوسری صورتوں میں مذہب کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی تھی۔ مدنی زندگی کے دوران حضرت محمد ﷺ نے اپنی نئی تشکیل کردہ مادی طاقت کو اپنی مذہبی تعلیمات سے عملی نفاذ کے لئے جن کا وہ پہلے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل ابلاغ کر چکے

تھے،استعمال کیا۔اس منظرنامے کے مطابق تو ہجرت کو اسلام کے زوال کا نشان ہونا چاہیے تھا نہ کہ اس کے مقدس آغاز کا نشان۔ ہم اس مشکل ترین حقیقت کی کس طرح وضاحت کریں کہ ایک ایسا مذہب جو دنیا میں قبائلی جنگی گروہ کے ایک جنگجو عقیدے کے طور پر شروع ہوا کس طرح سے آفاقی مذہبی ادارہ بننے میں کامیاب ہوا باوجودیکہ یہ مذہب ایک ایسی روحانی دشواری اور رکاوٹ کے تحت شروع ہوا جس کے تحت اپنی تمام تر سابقہ مثالوں کے مطابق اس کی پیش رفت غیر متوقع تھی۔''

(18)تہذیبی شناخت کا تحفظ

نبی کریم ﷺ نے صرف ایک معاشرت کی بنیاد ہی نہیں رکھی بلکہ اس کے دوام اور تسلسل کے لئے آپ نے اس معاشرت کی تہذیبی شناخت کے تحفظ پر بھی زور دیا اور دنیا کی مختلف تہذیبوں کے مقابل اس کی الگ شناخت کو قائم رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

١. "يا معشر الأنصار حمروا وصفروا وخالفوا أهل الكتاب"، قال: فقلنا: يا رسول الله، إنّ أهل الكتاب يتسرولون ولا يأتزرون، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: "تسرولوا واتزروا وخالفوا أهل الكتاب".(٧٦)

ترجمہ:''اے انصار کی جماعت! سرخ اور زرد رنگ میں رنگے جاؤ مگر اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں پس ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک اہلِ کتاب شلوار پہنتے ہیں اور تہ بند نہیں باندھتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شلوار بھی پہنو اور تہہ بند بھی باندھو اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔''

٢. غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود والنصارى.

ترجمہ:''بڑھاپے کو بدلو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ رکھو۔''

٣. "خالفوا اليهود، فإنّهم لا يصلون في نعالهم ولا خفافهم". (٧٧)

ترجمہ:''یہودیوں کی مخالفت کرو کیونکہ وہ جوتوں اور موزوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔''

٤. "إن المجوس تعفي شواربها وتحفي لحاها فخالفوهم، خذوا شواربكم وأعفوا لحاكم". (٧٨)

ترجمہ:''بے شک مجوسی مونچھیں رکھتے ہیں اور داڑھی کٹواتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو، اپنی مونچھیں کٹوایا کرو اور داڑھی رکھا کرو۔''

٥. "طهروا أفنيتكم، فإنّ اليهود لا تطهر أفنيتها". (٧٩)

ترجمہ:''اپنے صحنوں کو صاف رکھا کرو، بے شک یہودی اپنے صحنوں کو صاف نہیں رکھتے۔''

خلاصہ بحث

اسلامی فلاحی معاشرے کی تشکیل و تکمیل وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے امتی اور مسلمان ہونے کے دعوی کے باوجود آج ہمارا معاشرہ سینکڑوں قسم کی اخلاقی، سماجی اور معاشرتی برائیوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ بحیثیت مسلمان عصری سماجی تفاعلات کے تناظر میں اسلامی فلاحی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل کے لیے بھرپور کوشش کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے جس کے لیے اس تحقیق میں بیان کی گئیں اصول وضوابط کا وجود انتہائی ضروری ہے جن میں عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت، انسانی مساوات، امن وسلامتی، حسنِ اخلاق اور عدم تشدد، سادگی، تواضع اور رواداری، انسانی اخوت، عورتوں کا احترام، معاشی مساوات، علم وحکمت کا فروغ، تقوی، عدل وانصاف، احسان، عہد کی پاسداری، دین ودنیا کا حسین امتزاج، تہذیبی شناخت کا تحفظ شامل ہیں۔ انسان کا اپنی انفرادی، خانگی اور سماجی زندگی میں ان صفات کا عادی ہونا معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں بہترین مددگار اور مثبت سماجی سرگرمیوں کے فروغ کا باعث ہے۔ انسان کا اپنی انفرادی، خانگی اور سماجی زندگی میں ان صفات کا عادی ہونا معاشرے کی تشکیل و تکمیل میں بہترین مددگار اور مثبت سماجی سرگرمیوں کے فروغ کا باعث ہے۔

---

(1) انصار اللہ، ڈاکٹر محمد: سنسکرت اردو لغت، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع دوم 2007ء) ص: 306۔

Ansarullah, Dr. Muhammad, Sanskrit Urdu Dictionary, (Islamabad: Muqtadra Qaumi Language, 2nd Edition 2007), P.306.

(2) حقی، شان الحق: لسانی مسائل ولطائف مشمولہ مضمون اردو اور سنسکرت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اوّل، 1996ء) ص: 113-114۔

Shan-Ul-Haq Haqi, Linguistic Problems And Anecdotes Including Essays On Urdu And Sanskrit (Islamabad: Moqtadra Qaumi Language, 1st Edition, 1996) Pp. 113-114.

(3) جالبی، ڈاکٹر جمیل: پیش لفظ تفاعُل (فت ت، ضم ع،) اردو لغت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع دوم 2007) ص: 43۔

Jameel Jalbi, Dr., Foreword To Tafa'ul (Fitt, Addendum) (Urdu Dictionary) (Islamabad: Moqtadra Qaumi Language, 2nd Edition 2007) P.43.

(٤) Nilgun Aksan, Symbolic Interaction Theory (Journal: Procedia Social & Behavioral Sciences, Gazi University, Vol. 12 Jan 04, 2009) P: 15.

(٥) Erving Goffman An Analysis Of Ritual Elements In Social Interaction. In Interaction, (Journal, On Face-Work, Vol. 5, 1972) P: 20.

(6) *F. Borgatta, The Analysis Of Patterns Of Social Interaction.(Journal, Social Forces Vol. 44 No. 1, Sep 1965) P: 27-34.*

(7) *Francis E. Merrill, Society & Culture; An Introduction To Sociology Hardcover (New York: Prentice Hall Books January 1, 1957) P. 21.*

(٨) Soroka, Sociology S/G Paperback (Pearson Higher Education, Sep 1, 1993) P: 36.

(٩) سورة الإخلاص: ١١٢.

Surah Al-Ikhlas, 112.

(10) *Arnold J. Toynbee, A Study Of History, Abridgement Of Vol. I-VI, By D. C. Somervell, Oxford University Press, 1947, Pp. 227-8.*

(١١) سورة فاطر، ٣٥: ٢٤.

Surah Fatir, 35:24.

(١٢) سورة سبأ، ٣٤: ٢٨.

Surah Saba, 34: 28.

(١٣) سورة البقرة، ٢: ٢٨.

Surah Al-Baqarah, 2:28.

(١٤) سورة آل عمران، ٣: ١٨٥.

Surah Al-Imran, 3:185.

(١٥) سورة آل عمران، ٣: ١٦١.

Surah Al-Imran, 3:161.

(١٦) سورة الأنبياء، ٢١: ٤٧.

Surah Al-Anbiya, 21: 47.

(١٧) البخاري، محمد بن إسماعيل: الصحيح (بيروت: دار طوق النجاة، ط/ ١ ،١٤٢٢هـ) كتاب المغازي، باب وقال الليث حدثني، حديث: ٤٠٥٣.

Sahih Bukhari, Sahih (Beirut: Dar Tawq Al-Najat, First Edition, 1422 Ah) Kitab Al-Maghazi, Chapter "Waqil Al-Laith Haddathani", Hadith No.: 4053.

(١٨) ابن كثير، اسماعيل بن عمر: البداية والنهاية (بيروت: دار إحياء التراث العربي، ط/ ١، ١٩٨٨م) ٦/ ٣٠٥.

Ibn Kathir, Ismail Ibn Umar, Al Bedaya Wan Nehaya (Beirut: Dar Ihya Al-Tarath Al-Arabi, 1st Edition, 1988) 6: 305.

(١٩) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب بلال بن رباح، حديث: ٣٥٤٤.

Sahih Bukhari, Sahih, Kitab Al-Manaqib, Chapter Manaqib Bilal Bin Rabah, Hadith No: 3544.

(20) *Philip J. Adler, Randall L. Pouwels, World Civilizations, P. 194.*

(21) *Ibid, P. 195.*

(22) *Ibid, P. 194.*

(٢٣) صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، حديث: ١٠.

Sahih Bukhari, Kitab Al-Iman, Chapter Al-Muslam Min Salam Al-Muslimun Min Lasana Weedah, Hadith No.: 10.

(٢٤) أبو داود، سليمان بن الأشعث: سنن أبي داود، السنن (بيروت: المكتبة العصرية، سطن) كتاب الجهاد، باب فى صلح العدو، حديث: ٢٧٦٦.

Abu Dawud, Sulaiman Ibn Ash'ath, Sunan Abi Dawud, Sunan (Beirut: Al-Muktab Al-Asriyyah, Satin) Kitab Al-Jihad, Chapter On Peace With The Enemy, Hadith No.: 2766.

(٢٥) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب ما يكره، ٣/ ١١٠٤، رقم: ٢٨٧٣.

Sahih Al-Bukhari, Kitab Al-Jihad, Chapter Ma Yakra, 3: 1104, No.: 2873.

(٢٦) النيسابوري، مسلم بن الحجاج: صحيح مسلم، الصحيح (بيروت: دار إحياء التراث العربي، سطن) كتاب البر، باب الوعيد الشديد، حديث: ٢٦١٣.

Sahih Muslim, Sahih (Beirut: Darahiya Al-Trath Al-Arabi, Satn) Kitab Al-Albar, Chapter Al-Waheed Al-Shaft, Hadith No: 2613.

(٢٧) سنن أبى داود، السنن: كتاب الخراج، باب فى التشديد، حديث: ٣٠٤٥.

Sunan Abi Dawud, Kitab Al-Kharaj, Chapter Fi Al-Tashdeed, Hadith No.: 3045.

(٢٨) الحاكم، محمد بن عبد الله: المستدرك على الصحيحين (بيروت: دار الكتب العلمية، ط/ ١، ١٩٩٠م) كتاب الفتن والملاحم، حديث: ٨٥٦٦.

Al-Hakim, Muhammad Bin Abdullah, Al-Mustadrik Ali Al-Sahiheen (Beirut: Dar Al-Kitab Al-Ulamiyyah, 1st Edition, 1990) Kitab Al-Fitn Al-Malahim, Hadith No.: 8566.

(٢٩) الترمذي، محمد بن عيسىٰ: سنن الترمذي (بيروت: دار الغرب الإسلامي، ١٩٩٨م) أبواب الفتن، باب الصابر على دينه في الفتن كالقابض على الجمر، حديث: ٢٢٦٠.

Muhammad Bin Isa, Sunan At-Tirmidhi (Beirut: Dar Al-Gharb Al-Islami, 1998) Chapters Of Al-Fattan, Chapter Al-Sabir Ali Dinah Fi Al-Fattan Kalkabd Ali Al-Jamar, Hadith No. 2260.

(٣٠) البيهقي، أبو بكر: كتاب الآداب، باب من أحب أن يكون ثوبه حسنا، حديث: ٤٨٨.

Abu Bakr, Bayhaqi, Kitab Al-Adab, Chapter Man Ahab In Yakon Tawba Hasana, Hadith No: 488.

(٣١) سنن أبي داود، كتاب الحمام، باب من كرهه، حديث: ٤٠٤٨.

Sunan Abi Dawud, Kitab Al-Hamam, Chapter Man-Karahah, Hadith No: 4048.

(٣٢) ابن حنبل، محمد بن أحمد: المسند (القاهرة: دار الحديث، ط/ ١، ١٩٩٥م) حديث: ٥٦٦٤، ٢/ ٩٢.

Ahmad Bin Hanbal, Al-Musnad (Cairo: Dar Al-Hadith, 1st Edition, 1995) Hadith No.: 5664,Vol.2,P.92.

(٣٣) النسائي، أحمد بن شعيب: سنن النسائي (حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية، ط/ ٢، ١٩٨٦م) كتاب الزينة، باب الكراهية لنساء في إظهار الحلي والذهب، حديث: ٥١٣٦.

Nasa'i, Sunan Nasa'i (Aleppo: Maktab Al-Mukhbatat Al-Islamiyyah, 2nd Edition, 1986) Kitab Al-Zinaa, Chapter Al-Karahiyyah For Women In Izhar Al-Hali And Dhahb, Hadith No. 5136.

(٣٤) المسند لأحمد، حديث: ٢٢٣٠٢، ٥/ ٢٦١.

Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, Volume: Hadith No.: 22302, Vol: 5, P: 261.

(٣٥) سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب إجابة الدعوة، حديث: ٣٧٥٥.

Sunan Abi Dawud, Kitab Al-Al-Hawmah, Chapter Answering The Da'wah, Hadith No: 3755.

(٣٦) سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء أن الفقراء، حديث: ٢٣٥٢.

Sunan Al-Tirmidhi, Kitab Al-Zuhd, Chapter Ma Jaya An Al-Faqra, Hadith No: 2352.

(٣٧) القرطبي، محمد بن أحمد: الجامع لأحكام القرآن (القاهرة: دار الكتب المصرية، ط/ ٢، ١٩٦٤م) ٧/ ٣٥١.

Al-Qurtubi, Muhammad Bin Ahmad, Al-Jamae Of The Laws Of The Qur'an (Cairo: Dar Al-Kitab Al-Masriyyah, 2nd Edition, 1964) Vol.7, P.351.

(٣٨) سنن النسائي، كتاب المساجد، باب المباهاة في المساجد، حديث: ٦٨٩.

Al-Nasa'i, Al-Sunan, Kitab Al-Masjid, Chapter Al-Mubahah Fi Al-Masjid, Hadith No: 689.

(39)*Arnold J. Toynbee, A Study Of History, Abridgement Of Volumes I-VI By D. C. Somervell, Oxford University Press, 1947, P. 300.*

(٤٠) سورة آل عمران، ٣ : ٦٤.

Surah Al-Imran, 3:64.

(٤١) سورة الحجرات، ٤٩ : ١٠.

Surah Hujarat, 49:10.

(٤٢) سورة بني إسرائيل، ١٧ : ٣٧.

Surah Bani Israel, 17:37.

(٤٣) سورة بني إسرائيل، ١٧ : ٣٧.

Surah Bani Israel, 17:37.

(٤٤) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب إخاء النبي صلى الله عليه وآله وسلم بين المهاجرين والأنصار، حديث: ٣٥٦٩.

Sahih Bukhari, Book: Al-Manaqib, Chapter: The Brotherhood Of The Prophet, May God Bless Him And Grant Him Peace, Between The Muhajirin And The Ansar, Hadith No: 3569.

(٤٥) المصدر نفسه، كتاب المظالم، باب نصر المظلوم، حديث: ٢٤٤٦.

Ibid, Kitab Al-Mazalim, Chapter Nasr Al-Mazloom, Hadith No. 2446.

(٤٦) سورة البقرة، ٢: ٢٢٨.

Surah Al-Baqarah, 2:228.

(٤٧) صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم، حديث: ٣١٥٣.

Sahih Bukhari, Book Of Ahadith Of The Prophets, Chapter Of The Creation Of Adam, Hadith No: 3153.

(٤٨) سورة الحشر، ٥٩: ٧.

Surah Al-Hashr, 59:7.

(٤٩) المسند لأحمد، حديث: ١١٣١١، ٣/ ٣٤.

Al-Musnad, Hadith No: 11311, Vol: 3, P: 34.

(٥٠) سورة البقرة، ٢: ٣١، ٣٢.

Surah Al-Baqarah, 2: 31, 32.

(٥١) سورة محمد، ٤٧ : ٢٤.

Surah Muhammad, 47:24.

(٥٢) سورة البقرة، ٢ : ٤٤.

Surah Al-Baqarah, 2:44

(٥٣) سورة الأنعام، ٦: ٥٠.

Surah Al-An'am, 6:50.

(٥٤) سورة التوبة، ٩ : ٣١.

Surah Al-Tawbah, 9:31.

(٥٥) سورة الأعراف، ٧ : ١٥٧.

Surah Al-A'raf, 7: 157.

(٥٦) سورة العلق، ٩٦ : ١.

Surah Al-Alaq, 96:1.

(٥٧) سورة العلق، ٩٦ : ٣، ٤، ٥.

Surah Al-Alaq, 96: 3, 4, 5.

(58) George Sarton, A Guide To The History Of Science : A First Guide For The Study Of The History Of Science, With Introductory Essays On Science & Tradition, Chronica Botanica, 1952, *P. 29.*

(٥٩) سورة الزمر، ٣٩ : ٩.

Surah Al-Zamr, 39: 9.

(٦٠) سورة الحجرات، ٤٩ : ١٣.

Surah Al-Hujarat, 49:13.

(٦١) سورة فاطر، ٣٥ : ٢٨.

Surah Al-Fatir, 35:28.

(٦٢) سورة النساء ، ١، ٢.

Surah Al-Nisa, 1, 2.

(٦٣) صحيح مسلم، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حديث: ٩٩٢.

Sahih Muslim-Kitab Al-Hajj, Chapter Of Hajjah Al-Nabbi', May God's Prayers And Peace Be Upon Him, Hadith No. 992.

(٦٤) سورة النحل، ١٦: ٩١،٩٠.

Surah Al-Nahl, 16: 90,91.

(٦٥) سورة المائدة، ٥: ٨.

Surah Al-Ma'idah, 5:8.

(٦٦) سورة النساء، ٤: ٥٨.

Surah Al-Nisa, 4: 58.

(٦٧) سورة النساء، ٤: ٣.

Surah Al-Nisa, 4:3.

(٦٨) صحيح مسلم، كِتَابُ الْإِمَارَةِ، بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، حديث: ١٤٥٨.

Sahih Muslim, Kitab Al-Imaara, Chapter On The Virtue Of Imam Al-Adil, Hadith No: 1458.

(٦٩) سورة النحل، ٩٠، ٩١.

Surah Al-Nahl, 90, 91.

(٧٠) سنن الترمذي، أَبْوَابُ الرَّضَاعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، ٢/ ٤٥٨.

Sunan At-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad, Abu Waab Al-Rada'a, Chapter 2: 458.

(٧١) سورة الأنعام، ١٥١-١٥٣.

Surah Al An'am, 151-153.

(٧٢) سورة القصص، ٢٨: ٧٧.

Surah Al-Qasas, 28: 771.

(٧٣) سورة الجمعة، ٦٢: ٩، ١١.

Surah Al-Juma, 62: 9, 11.

(٧٤) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة، حديث: ٧٧٨.

Sahih Muslim, Book Of Salat Of The Travelers, Chapter Istihab Of Salat Of Nafila, Hadith No: 778.

(75)*Arnold J. Toynbee, A Study Of History, Abridgement Of Volumes I-VI By D. C. Somervell, Oxford University Press, 1947, P. 488.*

(٧٦) مسند أحمد، حديث: ٢٢٣٣٧.

Musnad Ahmad, Hadith No: 22337.

(٧٧) البخاري، محمد بن إسماعيل: التاريخ الكبير، حديث: ٤١٩، ١/ ١٣٩.

Al-Bukhari, Al Tarikh Al-Kabeer, Hadith No.: 419, Vol. 1, P. 139.

(٧٨) ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد: صحيح ابن حبان (بيروت: مؤسسة الرسالة، ط/ ١، ١٩٨٨م) حديث: ١٢٢١، ٤/ ٢٣.

Muhammad Ibn Hibban, Sahih Ibn Hibban (Beirut: Masisat Al-Rasalah, 1st Edition, 1988) Hadith No. 1221, Vol. 4, P. 23.

(٧٩) المناوي، محمد عبد الرؤوف: فيض القدير (مصر: المكتبة التجارية الكبرى، ط/ ١، ١٣٥٦هـ) ٤/ ٢٧١.

Al Manawi: Faiz Al-Qadir (Egypt: Al-Muktab Al-Tajariyyah Al-Kabri, 1st Edition,1356 AH) Vol. 4, P.271.